سورة طٰهٰ

آیات ۱۲۴ - ۱۳۵

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْۤ
اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَ كَذٰلِكَ
نَجْزِىْ مَنْ اَسْرَفَ وَ لَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا
قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِىْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ ع
وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ؕ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَ لَا
تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ
وَّ اَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ
لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَ قَالُوْا لَوْ لَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَ لَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَ لَوْ اَنَّاۤ
اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ
نَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَ مَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع

سُوْرَةُ طٰهٰ

مکیة

آيات 135

طه ﴿١﴾ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ﴿٢﴾

اللہ تعالیٰ کی عظمت، توحید، رسولوں کی جدوجہد اور اللہ پر توکل - اہل ایمان ! موسیٰ علیہ السلام کی دعوتی زندگی سے سبق لے کر، قرآن کی معیت میں، ابلیس کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے وقت کے فرعون کا صبر اور استقامت سے مقابلہ کرو

نبی اکرم ﷺ کو خطاب و تسلی

آیات 1-8

نبی ﷺ کی دل جوئی، حوصلہ افزائی- آپ کی دعوت کا منہج

قرآن کی عظمت واہمیت

دعوت کا اثر— خشیت رکھنے والے دلوں پر

قصہ موسیٰ علیہ السلام

آیات 9-98

آیات 9 تا 16

وادی مقدس طویٰ میں موسیٰ علیہ السلام نبوت ورسالت سے سرفراز ہونا

آیات 17 تا 47

موسیٰؑ کو معجزات کا عطا کیا جانا-ہارونؑ کو مددگار بنانے کی دعا اور قبولیت

آیات 48 تا 54

فرعون کے پاس انذار و دعوت کے لیے جانے کا حکم - موسیٰ اور فرعون کے درمیان اس کے دربار میں مکالمہ

آیات 55 تا 76

موسیٰ اور فرعون کے جادوگروں کے درمیان مقابلہ

آیات 77 تا 82

فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی

آیات 83 تا 98

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے جو احسانات

فتنہ سامری-اس کے اسباب وعواقب

نبی ﷺ کی طرف خطاب اور التفات

آیات 99 -135

آیات 99 تا 114

یومِ قیامت کی سزا اور اس کے مناظر

آپ ﷺ کو عدم عجلت کی تلقین

آیات 115 تا 128

قصہ آدم وابلیس و سجودِ ملائکہ

قانونِ جزا وسزا

آیات 129 تا 135

ماضی کی اقوام کے انجام سے نصیحت

آپ ﷺ کو صبر کی تلقین- ہدایات

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ - اور جس نے اعراض کیا میرے ذکر سے

اَعْرَضَ يُعْرِضُ ، اِعْرَاضًا : منہ پھیرنا (IV)

فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا - تو بیشک اس کے لیے تنگ ہوگی سامانِ زندگی

مَعِيْشَة : سامان زندگی، گزران، دنیاوی معاش

ضَنُكَ يَضْنُكُ ، ضَنْكًا : زندگی تنگ ہونا (miserable life)

وَّنَحْشُرُهٗ - اور ہم اٹھائیں گے اسے

حَشَرَ يَحْشُرُ ، حَشْرًا : جمع کرنا، اٹھانا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى - قیامت کے دن اندھا (کرکے)

اَعْمٰى : عَمْىٌ (مصدر) سے صفت مشبہ - اندھا

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى - وہ کہے گا اے میرے رب کیوں تو نے اٹھایا مجھے اندھا

وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا - حالانکہ یقیناً میں تھا دیکھنے والا

بَصِيْرًا : بَصَارَةٌ سے اسم فاعل (دیکھنے والا)

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ - (اللہ) فرمائے گا اسی طرح آئیں تمھیں تیرے پاس

اَتٰى يَاْتِىْ ، اِتْيَانٌ : آنا

اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا - ہماری آیات تو، تُو نے بھلا دیا انہیں

نَسِىَ يَنْسٰى ، نِسْيَانٌ : بھولنا

وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى - اور اسی طرح آج تو بھی بھلا دیا جائے گا

وَكَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِىْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ ع

وَكَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ اَسْرَفَ - اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں جو اسراف کرے

اَسْرَفَ يُسْرِفُ ، اِسْرَافًا
حد سے تجاوز کرنا (۱۷)

وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ - اور ایمان نہ لائے اپنے رب کی آیتوں پر

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ - اور یقیناً آخرت کا عذاب

اَشَدُّ وَاَبْقٰى - زیادہ سخت اور زیادہ باقی رہنے والا ہے

اَشَدُّ : شِدَّةٌ مصدر سے افعل التفضیل کا صیغہ

اَبْقٰى : بَقَآءٌ مصدر سے افعل التفضیل کا صیغہ

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ - پھر کیا نہیں رہنمائی کی ان کی (اس بات نے کہ)

هَدٰى يَهْدِىْ ، هِدَايَةٌ : ہدایت دینا

كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ - کتنی ہی ہم نے ہلاک کر دیں ان سے پہلے

مِّنَ الْقُرُوْنِ - قوموں میں سے (قومیں)

قُرُوْنِ : قومیں، نسلیں، ایک زمانے کے لوگ

يَمْشُوْنَ فِىْ مَسٰكِنِهِمْ - (کہ) یہ چلتے پھرتے ہیں انکے مکانات میں

مَشٰى يَمْشِىْ ، مَشْيًا : چلنا پھرنا

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى - اس میں یقیناً نشانیاں ہیں عقل والوں کیلیے

اُولِىْ : والے

اَلنُّهٰى : عقل، شعور، تمیز، ضبط نفس کے معنی میں بری باتوں اور برے کاموں سے روکنے والی عقلیں

أُولِي النُّهَىٰ : عقل رکھنے والے سمجھ دار لوگ

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا
فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ
مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِىْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ ع

اور جو میرے "ذِکر" (درسِ نصیحت) سے منہ موڑے گا اُس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہو گی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے" وہ کہے گا "پروردگار، دُنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا، یہاں مجھے اندھا کیوں اُٹھایا؟" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "ہاں، اِسی طرح تو ہماری آیات کو، جبکہ وہ تیرے پاس آئی تھیں، تو نے بھُلا دیا تھا اُسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے" اِس طرح ہم حد سے گزرنے والے اور اپنے رب کی آیات نہ ماننے والے کو (دُنیا میں) بدلہ دیتے ہیں، اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ دیر پا ہے سو کیا انہیں اس بات سے بھی سمجھ نہیں آئی کہ ہم نے ان سے پہلے کئی جماعتیں ہلاک کر دی ہیں یہ لوگ ان کی جگھوں پر پھرتے ہیں بیشک اس میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں

But whosoever turns away from this Admonition from Me shall have a straitened life; We shall raise him blind on the Day of Resurrection, where-upon he will say: "Lord! Why have You raised me blind when I had sight in the world?" He will say: "Even so it is. Our Signs came to you and you ignored them. So shall you be ignored this Day." Thus do We requite him who transgresses and does not believe in the signs of your Lord (during the life of the world); and surely the punishment of the Hereafter is even more terrible and more enduring. Is it not a guidance for them (to know) how many a generation We destroyed before them, amid whose dwellings they walk? Lo! therein verily are signs for men of thought.

محمد اقبال

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾

قرآن سے اعراض

- یہاں " میرے ذکر" سے کیا مراد ہے ؟ اکثر مفسرین نے یہاں ذکر سے مراد قرآن پر ایمان، اس کی تلاوت اور اس پر عمل کرنا ہے (ان میں امام ابن کثیر، امام طبری، ، امام بغوی، امام قرطبیؒ، امام بیضاوی اور جلالین شامل ہیں) - یہی سب سے مشہور اور رراجح قول ہے۔ اگلی آیات سے اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔
- (کچھ دیگر مفسرین نے اس مراد "دین اسلام" لیا ہے اور کچھ نے ذکر کو عام رکھا ہے یعنی اللہ کی یاد)
- مَعِيْشَةً ضَنْكًا (تنگ زندگی) : یہ قرآنِ کریم کی ایک بلیغ اصطلاح ہے، مفسرین نے اس کے کئی پہلو بیان کیے ہیں:
- دنیا میں تنگ زندگی ہونے کا ایک مطلب یہ ہے کہ یہاں اسے چین نصیب نہ ہوگا۔ کروڑ پتی بھی ہوگا تو بے چین رہے گا۔ ہفت اقلیم کا فرمانروا بھی ہوگا تو بے کلی اور بے اطمینانی سے نجات نہ پائے گا
- اس کا ایک معنی دنیا میں غربت اور مالی تنگی بھی لیا گیا ہے جس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ بعض اعراض کرنے والے مالدار بھی ہوتے ہیں، اس لیے یہ رائے اکیلے نہیں لی جاتی بلکہ معنوی تنگی کو اصل مانا جاتا ہے
- بعض نے اس مراد قبر میں عذاب اور تنگی مراد لیا ہے
- علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ ہ سب مفہوم جمع ہو سکتے ہیں: دنیا میں دل کی گھٹن، بے سکونی اور فکری پریشانی ممکنہ طور پر مالی یا عملی مشکلات، قبر میں عذاب اور تنگی اور آخرت میں اندھا اٹھنا۔

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾

قیامت میں اعراض کا نتیجہ

- جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض کریں گے، دنیا میں تو ان کی زندگی تنگ کردی جائے گی اور آخرت میں جب ان کو اٹھایا جائے گا تو وہ اندھے ہوں گے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں یہ بات یہی بات زیادہ سخت انداز میں فرمائی گئی ہے کہ (ہم انھیں قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اٹھائیں گے۔ اندھے، گونگے اور بہرے) کیونکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا انکار کرتے اور اس کی کتاب کو رہنما بنانے کی بجائے اپنے وضعی علوم کو رہنما بناتے ہیں قرآن کریم انھیں اندھا بہرہ اور بے سمجھ قرار دیتا ہے۔ جو اپنی بے سمجھی اور انکار کے باعث جانوروں سے بڑھ کر ہیں۔ ایسے لوگوں کا انجام یقیناً یہی ہونا چاہیے کہ انھیں قیامت کے دن بھی اندھا اٹھایا جائے

- جب وہ حیران ہو کر یہ کہیں کہ ہم تو دنیا میں بینا اور آنکھیں رکھنے والے تھے، ہمیں اندھا کیوں اٹھایا گیا تو پروردگار ان کی اصل حیثیت سے انھیں آگاہ کرے گا کہ تم نے دنیا میں جس طرح تو نے ہماری آیات کو بھلا دیا تھا اسی طرح آج تو بھلایا جارہا ہے " یعنی آج کوئی پروانہ کی جائے گی کہ تو کہاں کہاں ٹھوکریں کھا کر گرتا ہے اور کیسی کیسی محرومیاں برداشت کررہا ہے۔ کوئی تیرا ہاتھ نہ پکڑے گا، کوئی تیری حاجتیں پوری نہ کرے گا، اور تیری کچھ بھی خبر گیری نہ کی جائے گی۔

- قرآن میں قیامت کے مجرمین کی مختلف کیفیات کا ذکر بظاہر متضاد لگ سکتا ہے، لیکن یہ دراصل قیامت کے مختلف مراحل کی جھلکیاں ہیں۔ کہیں ان کی آنکھیں کھول دی جائیں گی تاکہ وہ وہ حقائق دیکھ لیں جن کا انکار کرتے تھے، کہیں انہیں تیز نظر دی جائے گی تاکہ اپنا نامۂ اعمال پڑھ سکیں، اور کہیں ذلت اور محرومی بڑھانے کے لیے ان کی بینائی چھین لی جائے گی۔ اس طرح کی تبدیلیاں حالات کے مطابق ہوں گی، اس لیے یہ تضاد نہیں بلکہ مختلف احوال کی تصویر کشی ہے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ - اور اگر نہ ہوتی ایک بات (جو) پہلے طے ہو چکی ہے | سَبَقَ يَسْبِقُ ، سَبْقًا: پہل کرنا، آگے بڑھنا

مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا - آپ کے رب کی طرف سے تو ضرور چمٹتا (عذاب) | لِزَام (ل ز م) : چمٹ جانا، لازم ہونا

مَلَزِمَ يَلْزَمُ ، لُزُومًا: لازم ہونا، چمٹ جانا، پابند ہونا | اردو میں : لازم، لزوم، ملزم، التزام

وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى - اور (اگر نہ ہوتا) مقرر وقت | اَجَلٌ : مدت مہلت، وقت | مُّسَمًّى : تَسْمِيَةٌ سے مفعول - مقرر کردہ

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ - پس آپ صبر کریں اس پر جو وہ کہتے ہیں

وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ - اور تسبیح بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ | سَبَّحَ يُسَبِّحُ ، تَسْبِيْحًا : تسبیح کرنا (II)

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ - سورج کے طلوع ہونے سے پہلے

وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا - اور اس کے غروب ہونے سے پہلے

وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ - اور رات کے اوقات میں | (أ ن ي) مادے کا بنیادی معنی - وقت، گھڑی، لمحہ | آن: وقت، لمحہ، گھڑی — آناء: جمع (اوقات، گھڑیاں)

فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ - پس تسبیح بیان کیجئے اور دن کے کناروں میں | اَطْرَاف : طَرَفٌ کی جمع - کنارے

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿١٣١﴾

لَعَلَّكَ تَرْضٰى - تاکہ آپ خوش ہو جائیں

لَعَلَّ : شاید (غالب امید کے لیے آتا ہے)

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ - اور آپ اپنی آنکھوں کو ہرگز نہ اٹھائیں

مَدَّ يَمُدُّ ، مَدًّا : پھیلانا، لمبا کرنا

مَدَّ العين : آنکھوں کو پھیلانا/ کھینچنا (ایک کنایہ)

تَمُدَّنَّ : میں نون تاکید ثقیلہ (کی وجہ سے تاکید کے معنی)

عَيْنَيْكَ (عَيْنَيْ - كَ) : عَيْنَيْ اصل میں عَيْنَيْنِ تھا، اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گرا گیا (معنی۔ دو آنکھیں)

اِلٰى مَا مَتَّعْنَا - اس کی طرف جسے ہم نے فائدہ دیا ہے

مَتَّعَ يُمَتِّعُ ، تَمْتِيْعٌ : فائدہ دینا (II)

بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ - اس کے ساتھ کئی قسم کے لوگوں کو

اَزْوَاجًا : زَوْجٌ کی جمع- جوڑے، ہم مثل (کئی قسم کے لوگ)

زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا - دنیوی زندگی کی رونق کے طور پر

زَهْرَةَ : لغوی معنی شگوفہ (رونق، زینت، شان و شوکت)

لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ - تاکہ ہم آزمائیں ان کو اس میں

فَتَنَ يَفْتِنُ ، فَتْنًا وَّ فُتُوْنًا : آزمانا

وَ رِزْقُ رَبِّكَ - اور تیرے رب کا رزق

خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى - بہت بہتر اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

اَبْقٰى : بَقَآءٌ مصدر سے افعل التفضیل کا صیغہ (سب سے زیادہ باقی رہنے والا)

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ
وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ
فِيْهِ ؕ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾

اگر تیرے رب کی طرف سے پہلے ایک بات طے نہ کر دی گئی ہوتی اور مہلت کی ایک مدّت مقرّر نہ کی جا چکی ہوتی تو ضرور اِن کا بھی فیصلہ چکا دیا جاتا۔ پس اے محمدؐ، جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں اُن پر صبر کرو، اور اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ اُس کی تسبیح کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے، اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کرو اور دن کے کناروں پر بھی، شاید کہ تم راضی ہو جاؤ۔ اور نگاہ اُٹھا کر بھی نہ دیکھو دُنیوی زندگی کی اُس شان و شوکت کو جو ہم نے اِن میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے وہ تو ہم نے انہیں آزمائش میں ڈالنے کے لیے دی ہے، اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق حلال ہی بہتر اور پائندہ تر ہے

Were it not for a word already gone from your Lord, the decree (of their destruction) would have come to pass. So bear patiently with what they say. Glorify your Lord, praising Him before sunrise and before sunset, and in the watches of the night, and glorify Him and at the ends of the day that you may attain to happiness. Do not turn your eyes covetously towards the embellishments of worldly life that We have bestowed upon various kinds of people to test them. But the clean provision bestowed upon you by your Lord is better and more enduring.

وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ غُرُوۡبِهَا ۚ وَمِنۡ اٰنَآئِ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡ وَاَطۡرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرۡضٰى ﴿١٣٠﴾

آپ ﷺ کو صبر کی تلقین اور نماز کی تاکید

- کسی انسان میں سوچ اور کردار کی حقیقی تبدیلی پیدا کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔ یہ تبدیلی اس وقت اور بھی مشکل ہو جاتی ہے جب ہدف ایک پوری قوم ہو جو گمراہی میں ڈوبی ہوئی اور اپنے خیالات میں جمی ہوئی ہو۔ ایسی قوم اصلاح کی ہر آواز کو رد کر دیتی ہے اور اختلاف برداشت نہیں کرتی۔ نتیجہ یہ کہ اصلاح کرنے والے کو شدید مخالفت، تکلیف اور اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسی ہی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا نبی کریم ﷺ کو۔
- یہ تو ممکن نہ تھا کہ آپ اپنا وظیفۂ نبوت و رسالت (دعوت کا کام) روک دیتے۔ لہٰذا آپ ﷺ کو فرمایا گیا کہ آپ اپنے دعوت کے کام کو جاری رکھئے۔ رہی ان لوگوں کی یاوہ گوئی اور بے ہودہ طرز عمل، آپ اس پر صبر کیجیے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ صبر آسان کام نہیں۔ بدزبانی سے دل میں گھاؤ پڑ جاتے ہیں اور حد سے بڑھی ہوئی مخالفت ارادوں کو مضمحل کر دیتی ہے۔ اس لیے اس کے مقابلے کے لیے آپ نماز کو ذریعہ بنائیں۔ صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں
- نماز، نمازی میں وہ توانائی اور توکل علی اللہ کی وہ قوت اور دنیا کی بے ثباتی کا وہ یقین اور اپنی صداقت و حقانیت پر وہ اعتماد پیدا کرتی ہے جس سے بگڑے ہوئے حالات کا سامنا کرنا اور ہر کمزوری کو صبر کی زنجیر پہنا دینا آسان ہو جاتا ہے۔
- اوقاتِ نماز کا تعین :- سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز۔ سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز۔ اور رات کے اوقات میں عشا اور تہجد کی نماز۔ دن کے کنارے تین ہی ہو سکتے ہیں۔ ایک کنارہ صبح ہے، دوسرا کنارہ زوالِ آفتاب، اور تیسرا کنارہ شام۔ لہٰذا دن کے کناروں سے مراد فجر، ظہر اور مغرب کی نماز ہی ہو سکتی ہے

وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ زَهۡرَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۙ لِنَفۡتِنَهُمۡ فِيۡهِ ؕ وَ رِزۡقُ رَبِّكَ خَيۡرٌ وَّ اَبۡقٰى ﴿۱۳۱﴾

امراء واغنیاء سے بے نیازی کی ہدایت

- کسی قوم کے امراء واغنیاء چونکہ قوم کے بناؤاور بگاڑ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔انھی کے بگڑنے سے پوری قوم بگڑتی اور ان کی اصلاح سے پوری قوم کے اصلاح پذیر ہونے کی توقع ہوتی ہے اس وجہ سے انبیاء علیہم السلام کی ہمیشہ یہ سنت رہی ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے اپنی اپنی قوموں کے سرداروں اور بڑوں کو مخاطب کیا اور جب تک انھوں نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے مایوس نہیں کردیا اس وقت تک وہ ان کی اصلاح فکر میں لگے رہے۔
- نبی کریم ﷺ نے بھی سب سے پہلے قریش کے سادات وامراء کو دعوت دی کہ اگر وہ اس حق کو قبول کرلیں گے تو ان کے زور واثر اور ان کے مال واسباب ہر چیز سے دعوت حق اور غربائے المسلمین کو تقویت حاصل ہوگی۔
- لیکن جب ان امراء واغنیاء نے اپنے رویہ سے ثابت کردیا کہ یہ پسیجنے والے نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بھی ان کے لیے زیادہ فکر مند ہونے سے روک دیا اور فرمایا کہ تم ان کے مال واسباب کو ذرا خاطر میں نہ لاؤ، تمہاری دعوت اپنا زادِ راحل خود اپنے ساتھ رکھتی ہے اور تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا کفیل اللہ ہے۔اگر یہ لوگ اس حق کا ساتھ نہیں دے رہے ہیں تو اس میں خود انی کی اپنی محرومی ہے
- **اس امر کا ایک دوسرا پہلو-** ان دنیادار لوگوں کو وہ محض امتحان کے لیے ہے اور سراسر وقتی ہے۔اس کے بعد ابدی زندگی میں ان کے لیے کچھ نہیں۔ دوسری طرف مومن اور داعی کو خدا سے وابستگی اختیار کرنے کے نتیجہ میں جو چیز ملی ہے وہ تمام دنیا کی چیزوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ وہ ہے۔ اللہ کی یاد، آخرت کی فکر، عبادت اور تقوی کی زندگی، خدا کے بندوں کو آخرت کی پکڑ سے بچانے کے لیے فکر مند ہونا۔ یہ بھی رزق ہے۔ اور یہ زیادہ اعلی رزق ہے کیونکہ وہ آخرت میں ایسی بے حساب نعمتوں کی شکل میں آدمی کی طرف لوٹے گا جو کبھی ختم ہونے والی نہیں۔ (حقیقی اور پائیدار اقدار کو اہمیت دینے پر زور)

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ - اور حکم دیں اپنے گھر والوں کو نماز کا

اَهْل : گھر والے

وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا - اور آپ (خود بھی) پابند رہیں اس پر

(ص ب ر) اِصْطَبَرَ يَصْطَبِرُ ، اِصْطِبَارٌ : صبر سے قائم رہنا کوشش اور استقامت سے ، طویل مدت تک (VIII)

لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا - نہیں ہم سوال کرتے آپ سے رزق کا

سَاَلَ يَسْئَلُ ، مسْؤَالًا : سوال کرنا

نَحْنُ نَرْزُقُكَ - ہم (ہی تو) رزق دیتے ہیں آپ کو

وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى - اور (اچھا) انجام تقویٰ (والوں ہی) کا ہے

عَاقِبَةُ : ہر شے کا آخر اور انجام

تَّقْوٰى : تقوی، پرہیزگاری

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا - اور انہوں نے کہا کیوں نہیں وہ لاتا ہمارے پاس

اَتٰى يَاْتِيْ ، اِتْيَانٌ : آنا (اگر ب کے ساتھ آئے تو معنی لانا

بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ - کوئی نشانی اپنے رب (کی طرف) سے

اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ - اور کیا نہیں آئی ان کے پاس واضح دلیل (اس چیز کی)

بَيِّنَةُ : واضح دلیل، روشن نشانی، واضح رہنمائی

مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى - جو پہلے صحیفوں میں سے ہے

صُّحُف : صَّحِيْفَةُ کی جمع (صحیفے، کتب)

اَلْاُوْلٰى : اَوَّلُ کا مؤنث (پہلے، اگلے)

وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَ مَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ - اور اگر بیشک ہم ہلاک کر دیتے ان کو کسی عذاب کے ساتھ

مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا - اس سے پہلے تو وہ لوگ ضرور کہتے

رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا - اے ہمارے رب کیوں نہیں بھیجا تو نے ہماری طرف

اَرْسَلَ يُرْسِلُ ، اِرْسَالًا بھیجنا (IV)

رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ - کوئی رسول کہ ہم پیروی کرتے تیری آیات کی

اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ ، اِتِّبَاعٌ : پیروی کرنا (IV)

مِنْ قَبْلِ اَنْ - اس سے پہلے کہ

ذَلَّ يَذِلُّ ، ذُلًّا وَّ ذِلَّةٌ : ذلیل ہونا، پست ہونا

نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى - ہم ذلیل ہوتے اور ہم رسوا ہوتے

خَزِىَ يَخْزٰى ، خِزْيًا : رسوا ہونا

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا - کہہ دیجئے سب انتظار کرنے والے ہیں سو تم (بھی) انتظار کرو

(ر ب ص) تَرَبَّصَ يَتَرَبَّصُ ، تَرَبُّصٌ : انتظار کرنا (V)

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ - پھر عنقریب تم جان لوگے کہ کون

اَلسَّوِيِّ : سَوَآءٌ مصدر سے صفت مشبہ (سیدھے راستے والے)

صِرَاط : راستے

اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ - سیدھے راستے والے ہیں

وَ مَنِ اهْتَدٰى - اور کس نے ہدایت پائی۔

اِهْتَدٰى يَهْتَدِيْ ، اِهْتِدَآءٌ : ہدایت پانا (VIII)

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا
بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ
اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ
اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

اپنے اہل و عیال کو نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو ہم تم سے کوئی رزق نہیں چاہتے، رزق تو ہم ہی تمہیں دے رہے ہیں اور انجام کی بھلائی تقویٰ ہی کے لیے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نہیں لاتا؟ اور کیا ان کے پاس اگلے صحیفوں کی تمام تعلیمات کا بیان واضح نہیں آگیا؟ اگر ہم اُس کے آنے سے پہلے اِن کو کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو پھر یہی لوگ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار، تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے ہی ہم تیری آیات کی پیروی اختیار کر لیتے۔ اے محمدؐ، ان سے کہو، ہر ایک انجام کار کے انتظار میں ہے، پس اب منتظر رہو، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون سیدھی راہ چلنے والے ہیں اور کون ہدایت یافتہ ہیں

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَأْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۗ اَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٣٣﴾

تربیت کے لیے نماز کی اہمیت

- گزشتہ سے پیوستہ آیت میں بھی نماز کا حکم دیا گیا تھا لیکن اس کے مخاطب صرف نبی کریم ﷺ تھے یہاں تمام لوگ، (اھل- یہاں صرف اہل بیت نبی کے مفہوم میں نہیں ہے۔ یہ لفظ عربی میں وسیع معنوں میں۔ مثلاً اہل کتاب، اہل انجیل، اہل قریہ، اہل اللہ، اہل قرون ..) یعنی وہ تمام لوگ مراد ہیں جو نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے تھے
- اس آیت کریمہ میں نبی کریم (ﷺ) کو ہدایت کی جارہی ہے کہ آپ کی امت کے وہ لوگ جو آپ کے قریب اور آپ کے زیر تربیت ہیں کو خصوصی طور پر نماز کا حکم دیں اور پوری امت کو عمومی طور پر آپ اس کی تاکید فرمائیں اور پھر خود بھی اس پر استقامت اختیار کریں، یعنی آپ نماز کی پابندی بھی کریں اور اپنے زیر تربیت لوگوں سے اس کی پابندی کروائیں اور ان کی اس طرح دیکھ بھال اور نگرانی کریں جس طرح ایک کسان اپنے کھیت کی نگرانی کرتا ہے۔
- **اس کی حکمت۔** نماز کی وجہ سے ہر شخص کا اللہ تعالیٰ سے وہ تعلق پیدا ہوگا جیسا ایک مسلمان کا ہونا چاہیے۔ اس سے دل و دماغ میں اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے، اس کے قادر مطلق ہونے اور اس کی کبریائی رگ و پے میں بس جانے، اسی کے سامنے دست سوال پھیلانے، اسی سے مشکل وقت میں مدد مانگنے اور اسی پر ہر حال میں بھروسہ رکھنے اور دشمنوں کی ہر طرح کی مخالفتوں کا سامنا کرنے کا وہ ذوق پیدا ہوگا جس سے سیرت و کردار میں پختگی آئے گی، اللہ تعالیٰ کے آستانے سے گہرا تعلق پیدا ہوگا اور زندگی کے ہر گوشے میں وہ چراغ روشن ہوں گے جس سے قلب و نگاہ کی ہر تاریکی دور ہو جائے گی۔ دنیا طلبی کا بحران سرد ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب باقی ہر طرح کی طلب پر غالب آ جائے گی۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾

- اللہ نے رسول ﷺ اور ان کے ساتھیوں پر رزق کا بوجھ نہیں ڈالا بلکہ اس کی ذمہ داری خود لی تاکہ وہ اپنی تمام توجہ دعوت واصلاح کے کام پر دے سکیں۔ اس کا مطلب ترکِ دنیا یا رہبانیت نہیں بلکہ حالات کے لحاظ سے ایک خصوصی رعایت ہے۔

- اگر اس وقت مسلمان ضروریات کی فراہمی میں لگ جاتے جبکہ وہ اسلام کا ہراول دستہ تھے تو اسلام کی بالادستی، نشرواشاعت اور عمومی غلبے کا کام پوری طرح کبھی نہ ہو سکتا۔ اس لیے پروردگار نے اس کا انتظام فرمایا کہ جیسے جیسے اسلامی قافلہ آگے بڑھا، فتوحات کے دروازے کھل گئے اور مفتوح ملکوں کی دولت مسلمانوں کے قدموں میں ڈھیر ہونے لگی۔ بجائے اس کے کہ وہ دولت کو ڈھونڈتے، دولت انھیں ڈھونڈ کر ان کے گھروں تک آ پہنچی۔

- وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی (اور اچھا انجام پرہیزگاری کے لیے ہے) میں اشارہ شاید اس طرف ہے کہ تمھیں اپنی ضروریات کی فراہمی کے لیے ضرور محنت کرنی چاہیے۔ دینے والا ہاتھ لینے والے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ لیکن باقی دنیا کی طرح تم ضروریاتِ زندگی کو زندگی کا مقصد کبھی نہ بنانا، کہ زندگی کا ایک ایک لمحہ اور صلاحیتوں کا ایک ایک قطرہ دنیاوی آسائشوں کے حصول کی خاطر گذرے۔ اسلام نے اسے تقویٰ کے خلاف کہا۔ اہلِ تقویٰ اللہ سے کیے ہوئے وعدے کی نفرمانی نہیں کرتے ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے اور بالادستی کے لیے صرف ہوتا ہے۔

- نشانی کا مطالبہ کرنے والوں کو جواب دیا گیا ہے کہ کیا یہ کوئی کم معجزہ ہے کہ انھی میں سے ایک امی شخص نے وہ کتاب پیش کی ہے جس میں شروع سے اب تک کی تمام کتب آسمانی کے مضامین اور تعلیمات کا عطر نکال کر رکھ دیا گیا ہے۔ انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لیے ان کتابوں میں جو کچھ تھا، وہ سب نہ صرف یہ کہ اس میں جمع کر دیا گیا، بلکہ اس کو ایسا کھول کر واضح بھی کر دیا گیا کہ صحرا نشین بدّو تک اس کو سمجھ کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

قُلۡ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوۡا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَ مَنِ اهۡتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

آخری وارننگ

- یہ اس سورۃ کی آخری آیت ہے۔ اہل مکہ کو تفہیم اور انذار کی حد تک جو کچھ کہنا تھا وہ مکمل ہو گیا۔ اب اس آیت میں آخری وارننگ دی جا رہی ہے اور شدت عتاب کا عالم یہ ہے کہ اب براہ راست مشرکین سے خطاب فرمایا جا رہا ہے۔ اب تک غائب کے صیغوں میں بات ہو رہی تھی لیکن اب دھمکی اور وارننگ کے لیے تخاطب کا انداز اختیار کیا گیا
- فرمایا گیا ہے کہ تم اگر کسی بھی معقول بات کو سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہو، پیغمبر کی غیر معمولی شخصیت اور اس کا بے عیب کردار اور قرآن کریم کا معجزانہ اسلوب بھی تمہیں اپیل نہیں کرتا تو پھر تم انتظار کرو۔
- آج جس طرح مسلمان شب و روز کی مساعی کا پھل دیکھنا چاہتے ہیں اس طرح شیطانی قوتیں اپنی نامرادی کے انجام کو دیکھنے کی متمنی ہیں۔ وہ تو اپنے تئیں دعوت الی اللہ کے اس کام کو ناکام کرنے میں لگی ہوئی ہیں لیکن در حقیقت وہ اپنے برے انجام کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اب ان انتظار کرنے والوں کی نگاہوں میں آخری پیمانہ یہ ہے کہ حق و باطل کی اس کشمکش میں کون غالب آتا ہے اور کون اپنے برسر حق ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ تم بھی اسی پیمانے اور اسی زاویئے سے آنے والے حالات کا انتظار کرو۔
- عنقریب تم دیکھ لو گے کہ یہ قافلہ حق جو وسائل کے اعتبار سے بالکل تہی دامن ہے اور جس کے افراد دہائیوں میں گنے جا سکتے ہیں کس طرح چند سالوں میں اس ملک کی غالب قوت بن کر ابھرتا ہے اور کس طرح جزیرہ عرب کی حد تک حق سربلند ہوتا ہے اور کس طرح غلط راستوں پر چلنے والے اور مخالفت کرنے والے اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہو جاتے ہیں
- چند ہی سالوں میں اللہ نے اس دھمکی کو حقیقت بنا کر دکھا دیا، ان بے بس لوگوں کا قافلہ ایک طاقت بن کر اٹھا۔ ۸ ہجری میں کفر کی قوتوں کا مرکز مکہ سرنگوں ہو گیا اور پھر دو ہی سالوں میں جزیرہ عرب کے ایک ایک گوشے میں اللہ تعالٰی کا نام گونجنے لگا۔

اضافی مواد

Reference Material

اعراض کا نتیجہ

اعراض کیا ہے؟

- قرآن سے دوری(Neglect)، مھجوري /ہجرت(Abandonment)، اغماض/صرفِ نظر(Disregard)، مداہنت (Hypocritical Leniency)،بے پروائی (Indifference / Carelessness) کارویہ اعراض کارویہ ہے
- قرآن کے جتنے حقوق ہم پر عاید ہوتے ہیں،انفرادی سطح پر اور اجتماعی طور پر،انکا پورانہ کرنا قران سے اعراض ہے

[مسلمانوں پر قرانِ کے حقوق ①اس پر ایمان لانا اور اسکی تعظیم،②اس کو پڑھنا(تلاوت و ترتیل)،③اس کو سمجھنا (تذکیر و تدبّر) ④ اس پر عمل کرنا (حکم و اقامت) ⑤اس کو دوسروں تک پہنچانا (بلیغ و تبیین]

- وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا --الفرقان 30 اور رسول ﷺ کہے گا کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا
- صورتحال، نتائج اور عواقب -اللہ کے دربار میں -(حکم اللہ تعالیٰ)
- رسول ﷺ کی فریاد اور اسغاثہ - (استغاثہ —رسول ﷺ)
- حاملینِ قرآن کے خلاف - (ملزم /مدعاعلیہ)
- قرآن کے حقوق ادا نہیں کیئے — (فردِ جرم)
- نتیجہ .....؟؟؟

قرآن سے اعراض

أنواع هجر
القرآن (الفوائد -
ابن القيم رحمه الله

ایک خطرناک غلط فہمی

- قرآن کو چھوڑنے کا کوئی خاص پیمانہ اور معیار ہوتا ہے جو ابھی سامنے نہیں آیا !
- لیکن در حقیقت قرآن سے اعراض کے کئی پہلو ہیں اور ہم ان میں سے کئی ایک میں بیک وقت مبتلا ہیں
- قرآن سے اعراض کی بے شمار شکلیں ہو سکتی ہیں

⇦ **انکار، ناشکری :** قرآن کا انکار صرف یہ نہیں کہ کوئی زبان سے کہہ دے کہ میں نہیں مانتا، بلکہ یہ رویہ بھی انکار میں شامل ہے کہ دل اور عمل میں قرآن کی رہنمائی کو قبول نہ کیا جائے۔ ناشکری کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جو سب سے بڑی نعمت یعنی ہدایت کی کتاب دی، اسے حقیر سمجھا جائے یا اس کی قدر نہ کی جائے۔ یہ رویہ انسان کو اندھیروں میں دھکیل دیتا ہے اور ہدایت کی روشنی سے محروم کر دیتا ہے۔

⇦ **اس کو نہ پڑھنا:** قرآن سے اعراض کی ایک بڑی شکل یہ ہے کہ ہم اسے اپنی روزمرہ زندگی سے دور کر دیں اور اس کی تلاوت کو ترک کر دیں۔ قرآن کی باقاعدہ تلاوت ایمان کو تازہ کرتی ہے اور اللہ سے تعلق مضبوط کرتی ہے۔ جو لوگ اس کو پڑھنے سے غافل ہو جاتے ہیں وہ آہستہ آہستہ اس کی تعلیمات سے بھی دور ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں میں دنیاوی چیزوں کی محبت غالب آ جاتی ہے۔

⇦ **اس پر غور و فکر نہ کرنا:** قرآن محض تلاوت کے لیے نہیں بلکہ تدبر اور غور و فکر کے لیے نازل ہوا ہے۔ جو شخص اس پر غور نہیں کرتا وہ قرآن کی اصل روح سے محروم رہتا ہے۔ تدبر سے ہی آیات کی گہرائی اور ان کے عملی تقاضے سامنے آتے ہیں۔ بغیر تدبر کے پڑھنا صرف زبان کی مشق رہ جاتی ہے جو دل و دماغ کو تبدیل نہیں کرتی۔

قرآن سے اعراض

- قرآن سے اعراض کی بے شمار شکلیں ہو سکتی ہیں

⇦ **اس پر عمل نہ کرنا:** قرآن کا حق یہ ہے کہ اسے مانا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ محض پڑھ لینا اور سمجھ لینا کافی نہیں جب تک کہ انسان اپنی زندگی میں اس کی تعلیمات نافذ نہ کرے۔ عمل کے بغیر قرآن کو پسِ پشت ڈال دینا اعراض کی بدترین صورت ہے، کیونکہ اس سے انسان کا کردار اور معاشرہ قرآن کے مقاصد سے خالی رہتا ہے۔۔

⇦ **اس کے احکام کو نافذ نہ کرنا:** قرآن کے احکام فرد اور معاشرے دونوں کے لیے ہیں۔ اگر ایک معاشرہ قرآن کے قوانین کو اپنی عدالتی، تعلیمی اور اخلاقی نظام میں نافذ نہ کرے تو یہ اجتماعی اعراض ہے۔ ایسے معاشرے میں ظلم، فساد اور انتشار بڑھتے ہیں اور قرآن کی برکتیں اٹھالی جاتی ہیں۔

⇦ **اس کے دیے گئے نظامِ زندگی سے انحراف کرنا:** قرآن نے انسان کو ایک مکمل نظامِ حیات دیا ہے جس میں عبادات، اخلاقیات، معاشرت، معیشت اور سیاست سب شامل ہیں۔ جب ہم اس نظام کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے اصول اپناتے ہیں تو دراصل ہم قرآن کو زندگی سے نکال رہے ہوتے ہیں۔ اس سے معاشرتی بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور زندگی میں بے سکونی پھیلتی ہے

⇦ **قلبی و بدنی امراض کے لیے شفاء حاصل نہ کرنا:** قرآن کو اللہ نے شفاء قرار دیا ہے، جو دل کے شبہات، حسد، کینہ، نفرت اور وسوسوں کو دور کرتا ہے۔ اس سے روحانی سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ جو لوگ اس پہلو کو نظر انداز کرتے ہیں وہ نفسیاتی اور روحانی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں اور زندگی کا حقیقی سکون نہیں پاتے۔

قرآن سے اعراض

⇦ **قرآن سے اعراض کی سب سے جامع شکل** : جب کوئی فرد یا معاشرہ قرآن کے عقائد، اخلاق، تزکیۂ نفس، عبادات، معاشرت، معیشت، سیاست اور عدالت کے قوانین کو اپنی زندگی سے خارج کر دیتا ہے تو یہ اعراض کی سب سے بڑی اور خطرناک شکل ہے۔ قرآن نے انسان کو صرف چند روحانی ہدایات دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک مکمل اور متوازن نظامِ زندگی دیا ہے جو عقیدہ و عبادت سے لے کر اخلاق و قانون، اور معاشرت و معیشت سے لے کر سیاست و ریاست تک ہر شعبے کو اپنی رہنمائی میں لے آتا ہے۔ اس سے انحراف کا مطلب یہ ہے کہ انسان نے اللہ کی بجائے اپنی خواہشات، مفادات اور خود ساختہ اصولوں کو حاکم بنالیا۔ یہ رویہ نہ صرف دینی کمزوری بلکہ اجتماعی بگاڑ کا باعث بنتا ہے۔

⇦ **عقائد اور اخلاق میں انحراف**: عقائد میں انحراف کا مطلب ہے توحید، رسالت اور آخرت جیسے بنیادی تصورات کو کمزور کرنا یا انہیں محض نظری بحث بنا دینا۔ جب عقیدہ صحیح نہ رہے تو اعمال میں اخلاص باقی نہیں رہتا اور انسان مختلف گمراہیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اخلاقیات سے انحراف کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرے میں ظلم، دھوکا، حسد، ریاکاری اور بددیانتی عام ہو جاتی ہے۔ قرآن کے اخلاقی اصول جیسے عدل، احسان، عفو، صدق اور امانت داری ترک کر دینے سے معاشرہ بے سکونی اور انتشار کا شکار ہو جاتا ہے

⇦ **معاشرت، معیشت اور سیاست میں انحراف**: جب قرآن کے معاشرتی قوانین (نکاح، طلاق، وراثت وغیرہ)، معاشی اصول (سود کی ممانعت، زکوٰۃ کا نظام) اور عدالتی و سیاسی ہدایات کو پسِ پشت ڈال دیا جائے تو معاشرہ غیر منصفانہ اور استحصالی نظام کا شکار ہو جاتا ہے۔ طاقتور مزید طاقتور اور کمزور مزید کمزور ہو جاتے ہیں۔ قرآن عدل و قسط پر قائم معاشرے کا داعی ہے، اور اس سے انحراف ظلم، کرپشن اور بگاڑ کو جنم دیتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمان معاشرے نے قرآن کے قوانین کو عملاً نافذ کیا تو دنیا نے انہیں عدل و انصاف کا مینار سمجھا، اور جب انہوں نے ان سے انحراف کیا تو ذلت، محکومی اور انتشار ان کا مقدر بنا۔

اعراض کی اقسام

- **کتمان** ۔اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الۡہُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰہُ وَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ..... جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو **چھپاتے** ہیں ، درآں حالیکہ ہم اُنھیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے **اپنی کتاب** میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی اُن پر لعنت بھیجتے ہیں، البتہ جو اِس روش سے باز آجائیں اور اپنے طرزِ عمل کی اِصلاح کر لیں اور جو کچھ چھپاتے تھے ،اُسے بیان کرنے لگیں،اُن کو میں معاف کر دوں گا اور میں بڑا در گزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں-(2/159-160)
- **جزوی ایمان** - أَفَتُؤۡمِنُونَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ وَتَكۡفُرُونَ بِبَعۡضٍ ۚ تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو؟
- **اس اعراض کی سزا**- فَمَا جَزَاءُ مَنۡ يَفۡعَلُ ذٰلِكَ مِنۡكُمۡ إِلَّا خِزۡيٌ فِي الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۖ وَيَوۡمَ الۡقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الۡعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُونَ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں، اُن کی سزا اِس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیے جائیں اللہ اُن حرکات سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو-2/85
- عَنۡ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَالَ: اَلۡقُرۡآنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ وَمَاحِلٌ مُصَدَّقٌ، مَنۡ جَعَلَهُ أَمَامَهُ قَادَهُ إِلَى الۡجَنَّةِ، وَمَنۡ جَعَلَهُ خَلۡفَ ظَهۡرِهِ سَاقَهُ إِلَى النَّارِ ۔ قرآن حکیم شفاعت کرنے والا ہے، اس کی شفاعت مقبول ہے۔ اور (یہ قرآن) اللہ تعالیٰ سے اس بندۂ مومن کا شکوہ کرے گا جو اس کے اَحکام کی پیروی نہیں کرتا، اور اس کے شکوہ کی تصدیق کی جائے گی۔ جس نے اسے اپنا راہنما بنایا یہ اسے جنت میں لے جائے گا اور جس نے اسے پسِ پشت ڈال دیا یہ اسے جہنم کی طرف ہانک کر لے جائے گا (رواه ابن حبان والطبراني وابن أبي شيبة والبيهقي)

اعراض کی اقسام

- **کتمان** ۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الۡهُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلۡعَنُهُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ..... جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو **چھپاتے** ہیں، درآں حالیکہ ہم اُنہیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے **اپنی کتاب** میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی اُن پر لعنت بھیجتے ہیں۔ البتہ جو اِس روش سے باز آجائیں اور اپنے طرزِ عمل کی اِصلاح کر لیں اور جو کچھ چھپاتے تھے، اُسے بیان کرنے لگیں، اُن کو میں معاف کر دوں گا اور میں بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔ (2/159-160)

- **کتمانِ کتاب بھی اعراض کی ایک سنگین صورت**: کتمان (چھپانا) قرآن سے اعراض کی ایک نہایت خطرناک اور قابلِ مواخذہ شکل ہے۔ جب کسی شخص یا گروہ پر قرآن کی واضح آیات اور ہدایات آشکار ہو جائیں لیکن وہ دنیاوی مفاد، خوف، تعصب یا جاہ پرستی کی وجہ سے ان حقائق کو چھپائے رکھے اور اسے عام لوگوں تک نہ پہنچائے تو یہ دراصل اللہ کی کتاب کے پیغام کو روکنے کے مترادف ہے۔ قرآن مجید نے ایسے لوگوں کے لیے انتہائی سخت وعید سنائی ہے کہ ان پر اللہ کی لعنت اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے (البقرہ 159)۔ یہ گناہ اس لیے بھی بڑا ہے کہ یہ صرف ایک فرد کی نہیں بلکہ پوری امت کی گمراہی کا سبب بن سکتا ہے کیونکہ علم کو چھپانا انسانوں کو ہدایت سے محروم کر دیتا ہے۔

- تاہم قرآن اسی آیت میں رجوع اور اصلاح کا دروازہ بھی کھولتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے رویے کو بدل لے، جو بات چھپائی تھی اسے بیان کرنے لگے اور لوگوں کو صحیح علم فراہم کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اپنی رحمت سے ڈھانپ لیتا ہے۔ یہ پہلو ہمیں یہ احساس دلاتا ہے کہ کتمان سے بچنا اور حق کو کھول کر بیان کرنا اہلِ علم کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ علم کو امانت سمجھ کر آگے پہنچانا اور معاشرے کو قرآن کے حقیقی پیغام سے روشناس کرانا ہر صاحبِ علم پر فرض ہے، تاکہ امت گمراہی سے بچے اور اللہ کی کتاب سے حقیقی فائدہ اٹھا سکے۔

اعراض کی اقسام

- جزوی ایمان - أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو؟
- اس اعراض کی سزا- فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں، اُن کی سزا اِس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیے جائیں اللہ اُن حرکات سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو- 2/85
- جزوی ایمان (Partial Faith) قرآن سے اعراض کی ایک نہایت خطرناک شکل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان قرآن کے بعض احکام، تعلیمات یا قوانین کو مان لے اور بعض کو ردّ کر دے یا نظر انداز کرے۔ قرآن نے بنی اسرائیل کو اسی طرزِ عمل پر تنبیہ کی تھی کہ "کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو؟" (البقرہ 85)۔ ایسا رویہ دین کے مزاج کے خلاف ہے، کیونکہ قرآن کو جزوی طور پر ماننا گویا اس کے الٰہی ہونے پر شک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے رویے کی سزا دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں شدید ترین عذاب قرار دی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایمان اور اطاعت جزوی نہیں، کلی ہونی چاہیے؛ انسان کو قرآن کی تمام ہدایات کو بحیثیت مجموعی قبول کرنا اور اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، ورنہ یہ روش بھی اعراض اور عملی کفر کے زمرے میں آتی ہے۔
- عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَالَ: اَلْقُرْآنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ وَمَاحِلٌ مُصَدَّقٌ، مَنْ جَعَلَهُ أَمَامَهُ قَادَهُ إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ سَاقَهُ إِلَى النَّارِ ۔ قرآن حکیم شفاعت کرنے والا ہے، اس کی شفاعت مقبول ہے۔ اور (یہ قرآن) اللہ تعالیٰ سے اس بندۂ مومن کا شکوہ کرے گا جو اس کے احکام کی پیروی نہیں کرتا، اور اس کے شکوہ کی تصدیق کی جائے گی۔ جس نے اسے اپنا راہنما بنایا یہ اسے جنت میں لے جائے گا اور جس نے اسے پسِ پشت ڈال دیا یہ اسے جہنم کی طرف ہانک کر لے جائے گا
(رواه ابن حبان والطبراني وابن أبي شيبة والبيهقي)